Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون ۴۴۹
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل
ربوہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
بوم جمعہ
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے
جلد ۶۳/۲۸ | ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۹۴ھ ۵ وفا ۱۳۵۳ ہش ۵ جولائی سنہ ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۵۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۵ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے حضور کی عمر کو درازسے درازتر فرمائے اور رُوئے زمین پر غلبۂ اسلام کے ضمن میں حضور کے مقاصدِ عالیہ کو اپنی معجزانہ قدرت اور غیر معمولی تائید و نصرت سے جلد تر پورا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

استغفار کو کسی حال میں مت چھوڑو

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"مومن کو چاہیئے کہ خدا کی حمد اور تسبیح کرتا رہے اور اس سے حفاظت طلب کرتا رہے۔ جیسے ایمان ہر نیکی کے مجموعہ کا نام ہے اسی طرح ہر بُرائی کا مجموعہ کُفر کہلاتا ہے۔ ان کے ادنیٰ اور اوسط اور اعلیٰ میں درجے ہیں۔ پس امید بیم رنج و راحت عسر و یُسر میں قدم آگے بڑھاؤ اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ غور کرو حفاظت طلب کرنے کا حکم اس عظیم الشان کو ہوتا ہے جو خاتم الانبیاء اصفی الاصفیاء سیّدِ وُلدِ آدم ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر اور کون ہے جو طلبِ حفاظت سے غنی ہو سکتا ہے۔ مایوس اور نا امید مت ہو۔ ہر کمزوری، غلطی، بغاوت کے لئے دعا سے کام لو۔ دعا سے مت تھکو یہ دھوکہ مت کھاؤ جو بعض ناعاقبت اندیش کہتے ہیں کہ انسان ایک کمزور ہستی ہے خدا اس کو سزا دے کر کیا کرے گا۔ انھوں نے رحمت کے بیان میں غلو کیا ہے، کیا وہ اس نظارہ کو نہیں دیکھتے کہ یہاں بعض کو رنج اور تکلیف پہنچتی ہے۔ پس بعد الموت عذاب نہ پہنچنے کی ان کے پاس کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ یہ غلط راہ ہے جو انسان کو کمزور اور سُست بنا دیتی ہے۔ بعض نے یاس کو حد درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ بدیاں حد سے بڑھ گئی ہیں اب بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے، استغفار اس سے زیادہ نہیں کہ زہر کھا کر کُلّی کر لی۔ یہ بھی سخت غلطی ہے استغفار انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اس میں گناہ کے زہر کا تریاق ہے۔ پس استغفار کو کسی حال میں مت چھوڑو۔"

(خطباتِ نور جلد اوّل صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل اور کامل برکتوں والے کامل نبی ہیں

"اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دُنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو"

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال اور اپنے رُوحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا۔۔۔۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے رُوحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہؤا اُس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دُنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دُنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دُنیا میں آئے جیساکہ یُونسؑ اور ایوّبؑ اور مسیحؑ بن مریم اور ملاکیؑ اور یحیٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرّب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دُنیا میں سچّے سمجھے گئے۔ اللّٰھمّ صلّ وسلّم و بارك علیه و آله و اصحابه اجمعین۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔"

(اتمام الحجۃ صفحہ ۳۶)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمٰن غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۵ ماہ وفا ۱۳۵۳ ہش

بنی نوعِ انسان کا کھلا دشمن!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (یوسف آیت ۶ - بنی اسرائیل آیت ۵۴) یعنی شیطان انسان کا یقیناً کھلا دشمن ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے رُوئے زمین پر قیامت تک رُونما ہونے والے تمام بنی نوع انسان کو بیک وقت مخاطب کرتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا ہے اور یہ امر ان کے ذہن نشین کرایا ہے کہ شیطان کو وہ کبھی اپنا دوست اور خیر خواہ خیال نہ کریں بلکہ اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر رہیں کہ شیطان کھلا دشمن ہونے کی وجہ سے کبھی اور کسی حال میں بھی ان کا دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوعِ انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ (فاطر آیات ۶، ۷)

ترجمہ:- اے لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ پس تم کو ورلی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور کوئی دھوکہ دینے والا تم کو اللہ کے بارہ میں دھوکہ نہ دے۔ شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے پس اس کو دشمن ہی سمجھو وہ اپنے ساتھیوں کو صرف اس لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخی بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بلا تفریق و امتیاز تمام انسانوں کا اس لئے دشمن قرار دیا ہے اور رُوئے زمین پر تا قیامت ہر زمانہ میں بسنے والے تمام انسانوں کو اس کی دشمنی سے اسی لئے خبردار فرمایا ہے کہ شیطان صرف منکروں، مشرکوں اور نافرمانوں ہی کو نہیں ورغلاتا بلکہ وہ مومنوں کو ورغلانے میں بھی کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتا۔ وہ بیک وقت کافروں کے ساتھ بھی دشمنی کر رہا ہوتا ہے اور مومنوں کے ساتھ بھی دشمنی کا اظہار کرنے میں بہت پیشقدمی اور مستعدی دکھا رہا ہوتا ہے۔ کافروں اور منکروں کو تو وہ ان کے بُرے افعال، مظالم اور زیادتیوں نیز سرکشیوں اور نافرمانیوں کو بہت خوبصورت کرکے دکھاتا ہے تاکہ وہ ان بُرے افعال، مظالم اور زیادتیوں نیز سرکشیوں اور نافرمانیوں میں بڑھتے چلے جائیں۔ اور دُوسری طرف وہ مومنوں کے دل میں مختلف قسم کے خوف پیدا کرنے اور انہیں راہِ حق سے بھٹکانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے تاکہ وہ بھی نافرمانی کی راہ اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آجائیں وہ دو دھاری تلوار چلا رہا ہوتا ہے اور بیک وقت مومنوں اور منکروں دونوں ہی کو ہلاک کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ جہاں تک کافروں اور نافرمانوں کو بُرے اور ظالمانہ افعال پر اُکسانے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۴۴)

ان کے (یعنی منکروں اور نافرمانوں کے) دل اور بھی سخت ہو گئے اور شیطان نے اسے جو وہ کرتے تھے انہیں خوبصورت کرکے دکھایا۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ شیطان کے بہکانے میں آکر اپنے ظالمانہ افعال اور زیادتیوں میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اگلی ہی آیت میں فرماتا ہے:- فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ (انعام آیت ۴۶) پس جنہوں نے ظلم کیا تھا ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔

اور جہاں تک اِس امر کا تعلق ہے کہ شیطان مومنوں کو راہِ حق سے پھیرنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اِس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚ (البقرہ آیت ۲۶۹)

ترجمہ:- شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کی تلقین کرتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے ایک بڑی بخشش اور بڑے فضل کا تم سے وعدہ کرتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اب چونکہ شیطان منکروں اور نافرمانوں ہی کو نہیں بلکہ خود مومنوں کو بھی ورغلانے کی کوشش کرتا اور اسی طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بطور خاص خبردار فرمایا ہے کہ وہ شیطان کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار رہیں اور اس کے بہکانے میں ہرگز نہ آئیں ورنہ وہ انہیں راہِ حق سے برگشتہ کرکے خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنانے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر انجام کار کفِ افسوس ملنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (النور آیت ۲۲)

ترجمہ:- اے مومنو! شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے وہ جان لے کہ شیطان بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو کبھی بھی تم میں سے کوئی پاکباز نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاکباز بنا دیتا ہے۔ اور اللہ بہت دعائیں سُننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاں مومنوں کو شیطان اور اسکے ہتھکنڈوں سے ہوشیار رہتے ہوئے اسکے بہکاوے میں نہ آنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں شیطان کے جال میں نہ پھنسنے کے طریق پر بھی بہت حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ شیطانی مکائد سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل دُعائیں کرتا رہے۔ کیونکہ شیطانی حملوں سے محفوظ رہتے ہوئے خود پاکباز بننا کسی انسان کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر شیطان کے حملوں اور اس کی عیارانہ چالوں سے بچ نہیں سکتا اور یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہی ہے۔ پس شیطان کے مکروں اور حیلوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ہر لمحہ اور ہر لحظہ خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کر کرکے اس سے اس کی پناہ اور حفاظت اور اس کا فضل طلب کرتا رہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے، حتیٰ کہ جب انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتا ہے تب بھی وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا ..... یہ خطرہ اس قدر عظیم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کوئی شخص بھی اس خطرہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مگر اس فضل کو جذب کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفت سَمِيْعٌ سے فائدہ اُٹھائے اور اسکے دروازے کو کھٹکھٹائے۔ اگر وہ اس کے دروازے کو کھٹکھٹائیگا اور اس سے دُعائیں کرنا اپنا معمول بنالے گا تو اللہ تعالیٰ جو علیم اور اپنے بندوں کے حالات اور ان کی کمزوریوں کو خوب جانتا ہے اس کے دِل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جائے گا۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۲۸۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نماز کی اہمیت اور اُس کے فوائد

از افادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبادت کی غرض اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے جذباتِ شکر کا اظہار کرنا ہوتا ہے کیونکہ انسان فطرتاً اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے جیساکہ حدیث میں آیا ہے کہ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا۔ انسانی دل کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ پس نماز کی ایک بہت بڑی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے رب کے سامنے اس کے احسانوں کا اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے مگر اس کے علاوہ عبادت کی ایک اور بھی غرض ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور وہ گناہوں اور بدیوں سے پاک کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسانی عبادتوں کا محتاج نہیں بلکہ جس قدر احکام اس نے انسان کو دئے ہیں ان میں اصل غرض اسکے دل کو پاک کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ ناپاک سے تعلق نہیں رکھ سکتا پس تمام عبادات میں یہ مدِّنظر رکھا گیا ہے کہ اُن سے نفسِ انسانی بدیوں سے پاک ہو اور ان کے ذریعہ اسے ایسی طاقت مل جائے کہ وہ مختلف قسم کی ہوا و ہوس کو چھوڑنے کے قابل ہو جائے اور ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلقات درست ہو جائیں اور دوسری طرف مخلوقِ الٰہی سے بھی اس کے معاملات بالکل ٹھیک ہوں۔ چنانچہ اسلام نے مذہب کی تعریف ہی یہی کی ہے کہ وہ بندے کے خدا تعالیٰ سے تعلقات کو مضبوط کرتا ہو اور بندوں کے تعلقات کو قائم کرتا ہو اگر کوئی مذہب ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کے پورا کرنے سے قاصر ہو تو وہ مذہب نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس سے مذہب کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ پس جس قدر عبادات مقرر کی جاتی ہے۔ ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ بندہ کو خدا تعالیٰ کے نزدیک کر دیا جائے اور ان میں گناہوں سے بچنے کی طاقت پیدا کی جائے اور جو عبادت ان دونوں باتوں کے حصول کے ذرائع پیدا کرے وہی عبادت مفید سمجھی جا سکتی ہے ورنہ اس میں مشغول ہونا اپنے وقت کو ضائع کرنے والی بات ہوگی۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ نماز بدیوں اور گناہوں سے روکتی ہے گویا نماز صرف عبودیت کا اقرار نہیں بلکہ قلبِ انسانی کو جلا دینے والی شے بھی ہے اور اس کی مدد سے انسان بدیوں اور بدکرداریوں سے بچتا ہے اور اس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو جاتا ہے اب جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ نماز کی اصل غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا اور نفس کی اصلاح کرنا ہے تو جس طریقِ عبادت سے یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں وہی عبادت سچی عبادت سمجھی جائے گی اور اسی عبادت کی طرف ہدایت کرنے والا مذہب سچا مذہب ہوگا۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے جو طریقِ عبادت رکھا ہے اس میں ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے جو ذرائع استعمال کئے ہیں وہ اور کسی مذہب نے نہیں کئے اور ہر ایک انسان معمولی غور سے کام لیکر بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہی ذرائع اس قابل ہیں کہ عبادت کی غرض کو پورا کر سکیں اور وہ ذرائع یہ ہیں۔

اوّل انسانی جسم اور روح کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے جس طرح غم کی خبر سُنکر جسم ایسا متاثر ہوتا ہے کہ اس پر اداسی کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اسی طرح جسم کو جب کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو روح بھی غمگین ہو جاتی ہے اور یہی حال خوشی کا ہے پس قلب کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ عبادت کے وقت جسم کو بھی کسی ایسی حالت میں رکھا جائے جس سے تذلّل پیدا ہو اس کا اثر روح پر پڑ کر دل میں بھی رقت اور نرمی پیدا ہو جائے اور انسان خدا تعالیٰ کی طرف ایک جوش کے ساتھ متوجہ ہو جائے تذلّل کے اظہار کے لئے دنیا میں مختلف صورتوں کو اختیار کیا گیا ہے۔ کسی ملک کے لوگ جھک جاتے ہیں اور کسی ملک میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تذلّل کا نشان قرار دیا گیا ہے کسی ملک میں گھٹنوں کے بل گرنے کو کسی میں سجدہ کرنے کو۔ اسلام چونکہ خالقِ فطرت کی طرف سے ہے اس نے تمام فطرتوں اور عادتوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز میں ان سب نشانات کو جمع کر دیا گیا ہے اور مختلف المذاق لوگ جس جس حالت میں بھی تذلّل کا اظہار کرتے ہیں نماز ان کے مذاق کے مطابق ہے اور ان مختلف اشکالِ تذلّل کے اثر سے انسانی قلب جوش سے بھر جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے درحقیقت وہ ایک قابلِ دید نظارہ ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان اپنے رب العالمین خدا کے حضور کبھی ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے کبھی جھک جاتا ہے کبھی ہاتھ کھول کر کھڑا ہو جاتا ہے کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے کبھی گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے اور اس کا دل اس محبت سے پُر ہوتا ہے جو ایک مخلوق کو خالق سے ہو سکتی ہے۔ اور وہ زبانِ حال سے اقرار کرتا ہے کہ دنیا کے مختلف اقوام جس جس طریق میں بھی اپنی عبودیت کا اظہار کرتی ہے اے خدا میں تیرے سامنے مجموعی طور پر ان سب طریقوں سے اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہوں یہ نظارہ نماز ادا کرنے والوں کو ہی نہیں بلکہ اس کے دیکھنے والے کے دل کو بھی متاثر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دیتا ہے۔

دوسرا اصل اسلام نے نماز کی غایت کو حاصل کرنے کا یہ تجویز کیا ہے کہ دعا کو نماز کا مغز قرار دیا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ دعا نماز کا مغز ہے اور دعا اپنے اندر ایک ایسا مقناطیسی اثر رکھتی ہے کہ ایک طرف تو بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے اور دوسری طرف اس کے لئے ایسی آسانیاں بہم پہنچا دیتی ہے کہ جن سے وہ گناہوں سے محفوظ رہ سکے جب ہماری مستند عاؤں اور التجاؤں کو والدین اور حکام دنیا بھی قبول کرتے ہیں تو کیونکہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ جو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد کر دے گا۔ پس نماز کیا ہے دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے جس سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہیں اور دوسری طرف دعائیں قبولیت کا درجہ حاصل کر کے انسان کی ہدایت اور نیکیوں میں ترقی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

تیسرا طریق اسلام نے یہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا مطالعہ کیا جائے کیونکہ جب تک کسی چیز کا کامل علم انسان کو نہ ہو اس سے تعلق ممکن نہیں ہو سکتا مثلاً جس انسان کو علم کی خوبی معلوم نہیں وہ اس کے حصول کی کوشش نہیں کر سکتا اسی طرح جو شخص زہر کے اثر سے ناواقف ہے وہ زہر سے نہیں ڈر سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے اسباب کی اشد ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت ہو جس کے لئے اسلام نے نماز میں ایسی عبارتوں کا پڑھنا ضروری رکھا ہے جن سے انسان پر اللہ تعالیٰ کا پُر جلال اور قابلِ محبت ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہ بے اختیار اس کے حضور گر جاتا ہے اور اس کا دل محبت اور خوف سے بھر جاتا ہے کیونکہ جب اس کے سامنے ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے احسانات پیش کئے جاتے ہیں اور نافرمانی اور قطع تعلق کے نتائج سے آگاہی کی جاتی ہے تو اس پر ایک ایسی انقطاعی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ تو یہ سمجھے کہ تو اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں نماز کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ

عملی زندگی

میں وہ انسان کو فحشاء اور منکر سے روکے گویا اصل مقصود یہ ہوا کہ انسان فحشاء اور منکر سے رُکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور روحانی لحاظ سے نماز کی غرض یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے سامنے آ جائے۔ اور وہ یہ سمجھے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اب یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو یہ سمجھے کہ تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تجھے یہ مقام حاصل نہیں تو تو یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تو ہر انسان کو ہر حالت میں دیکھ رہا ہے۔ کیا اسلام کی رو سے یہ کہنا جائز ہوگا کہ خدا فلاں کو دیکھ رہا ہے اور فلاں کو نہیں دیکھ رہا۔ یا خدا عیسائیوں کو نہیں دیکھ رہا ہندوؤں کو نہیں دیکھ رہا۔ سکھوں کو نہیں دیکھ رہا لیکن مسلمانوں کو دیکھ رہا ہے۔ یا زید نماز نہ پڑھنے والے کو خدا نہیں دیکھ رہا۔ اور زید نماز پڑھنے والے کو خدا دیکھ رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا کہ جب بندہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا تبھی خدا اُسے دیکھتا تو کئی لوگ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتے اور سمجھتے کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ خدا ہمیں دیکھے گا۔ پس جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ نماز کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ تو اس کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ انسان یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نماز پڑھنے والے کو تو دیکھتا ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا اُسے نہیں دیکھتا۔ کیونکہ اس صورت میں کمزور لوگ نماز نہ پڑھنے کو اپنے لیے زیادہ برکت کا موجب سمجھتے اور وہ خیال کرتے کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ ہمیں خدا دیکھے گا۔ پھر اور معنے بھی اس کے لئے جا سکتے ہیں اور وہ یہ کہ نفس الواقعہ تو خدا تعالیٰ انسان کو نہیں دیکھ رہا۔ لیکن تم یہ سمجھو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ معنے لیے جائیں۔ تو یہ جھوٹ بن جاتا ہے۔ اگر خدا ہمیں نہیں دیکھ رہا اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہم اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں اور ایک جھوٹا تصور اپنے ذہن میں پیدا کرتے ہیں۔ پس یہ دونوں معنے نہیں لئے جا سکتے نہ یہ معنے لئے جا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو عام طور پر نہیں دیکھتا۔ لیکن جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں دیکھتا ہے اور نہ یہ معنے لئے جا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو حقیقتاً نہیں دیکھ رہا۔ لیکن ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے جب یہ دونوں معنے غلط ہیں تو لازماً ہمیں اس کے کوئی اور معنے لینے پڑیں گے جو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہوں اور وہ معنے یہی ہیں کہ اس جگہ سمجھ لو کے معنے یقین کر لینے کے ہیں۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم سمجھ لو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہیں یقینی طور پر اس بات کو محسوس کرنا چاہیئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اور یقینی علم اور محض خیال اور وہم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک آدمی تو خیال کرتا ہے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے اور ایک آدمی اس یقین کامل پر قائم ہوتا ہے کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ بظاہر دونوں یہی سمجھتے ہیں کہ خدا انہیں دیکھ رہا ہے۔ لیکن ایک کا تصور محض وہم پر مبنی ہوتا ہے۔ جو جھوٹ بھی ہو سکتا ہے اور دوسرا یقین کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ ایک کو بڑی آسانی کے ساتھ متزلزل کیا جا سکتا ہے اور دوسرا شخص جو اپنے اندر کامل یقین پیدا کئے ہوئے ہوتا ہے اُسے دنیا کی کوئی طاقت متزلزل نہیں کر سکتی۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ گو یہ واقعہ تو نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ مگر تم نماز پڑھتے وقت یہ تصور کر لیا کرو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ نماز کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اس یقین کامل پر قائم ہو جائے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ یہاں دیکھنے کے عام معنے تو ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ کافر کو بھی دیکھ رہا ہے اور مومن کو بھی دیکھ رہا ہے عیسائی کو بھی دیکھ رہا ہے اور ہندو کو بھی دیکھ رہا ہے نماز پڑھنے والے کو دیکھ رہا ہے اور نماز نہ پڑھنے والے کو بھی دیکھ رہا ہے ایسی صورت میں ایک نماز پڑھنے والا بھی اگر یہ سمجھ لیتا ہے کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے تو اس میں اُسے کوئی خصوصیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا جس طرح اُسے دیکھ رہا ہے اسی طرح ایک کافر اور منافق کو بھی دیکھ رہا ہے۔ خصوصیت اسے تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب دیکھنے والے کے بھی اور معنے لیے جائیں اور وہ معنے حفاظت اور مدد کرنے کے لیے اس کی طرف متوجہ ہونے کے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے کہ

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَ
سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
حِيْنَ تَقُوْمُ ۝

سورۂ طور رکوع ۲)

یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے پس چاہیئے کہ جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو ہماری تسبیح کیا کر۔ اب آنکھوں کے سامنے ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو خدا تعالیٰ کی آنکھوں کے سامنے تھے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن خدا تعالیٰ کی آنکھوں کے سامنے نہیں تھا بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ تو ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اب ہم تیرا خاص خیال رکھتے ہیں۔ کوئی تجھ کو چھیڑ نہیں سکتا۔ کوئی تجھ پر حملہ نہیں کر سکتا۔ کوئی تجھے ذلیل اور رسوا نہیں کر سکتا۔ جیسے حفاظت کے لیے اگر کسی کی ڈیوٹی مقرر ہو تو وہ حملہ آور کو دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح ہمارا تیرے ساتھ بھی تعلق قائم ہو چکا ہے کہ اب ہم تجھ پر حملہ ہوتے دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتے۔ دنیا میں بھی انسان جب کسی معاملہ میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھتا تو آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ اور جب دخل دینا چاہتا ہے تو کہتا ہے:۔

"میں دیکھ رہا ہوں"

بہرحال جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ادنےٰ سے ادنیٰ درجہ نماز کا یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ تو اس کے معنے یہی ہیں کہ اُسے یہ یقین کامل حاصل ہونا چاہیئے کہ میرا خدا اتنا زبردست ہے کہ اب میرے ساتھ کوئی شخص ایسا سلوک نہیں کر سکتا جسے خدا نظر انداز کر دے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ

اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ
اَرَادَ اِعَانَتَكَ
وَاِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ
اَرَادَ اِهَانَتَكَ

کہ جو شخص تیری مدد کا ارادہ کرے گا میں اس کی مدد کروں گا اور جو شخص تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اس کی اہانت کروں گا۔

گویا اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی دونوں کا ردّ عمل ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ اپنے بندے سے نیکی کرنے والے کی نیکی کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور نہ اپنے بندے کے ساتھ برائی کرنے والے کی برائی کو نظر انداز کرتا ہے۔ اگر کوئی اس سے نیکی کرتا ہے تو وہ اس سے بڑھ کر اس کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر مومن کو حاصل ہونا چاہیئے۔

(باقی)

وصولی تحریک جدید اور خدمت دین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۲۳ پر فرمایا:۔

"جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لیے۔ خدا کے رسول کے لیے۔ خدا کی کتاب کے لیے اور خدا کے بندوں کے لیے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔"

ان پاکیزہ ملفوظات سے ظاہر ہے کہ صحیح رنگ میں خدمت دین کرنے والے کا مقام کتنا بلند اور کتنا قابل رشک ہے اور اگر سب مجاہدین تحریک جدید اپنے فرائض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی کوشش فرمائیں تو وہ اس مقام کو بفضلہ تعالیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ سیکرٹریان تحریک جدید کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے چندہ تحریک جدید جلد از جلد وصول فرما کر مرکز میں ارسال فرمائیں تا بجٹ مقررہ میعاد کے اندر پورا ہو اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک دعاؤں کے وارث ٹھہریں۔

قائمقام وکیل المال
تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعائے مغفرت

محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ محترم منشی خان صاحب مرحوم والدہ عبدالرشید صاحب اختر انسپکٹر ٹاؤن کمیٹی ربوہ جو کہ موصیہ تھیں ۲، ۳ جولائی کی درمیانی شب "الوفا" دارالصدر شمالی میں ۱/۲ ۱ بجے بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(عبدالرشید غنی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

درخواستِ دعا

۲۱ جون ۷۴ء کو خاکسار کے بھتیجے عزیزم خلیل احمد آف قلعہ صوبہ سنگھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ بچی کی والدہ عزیزی سرور خلیل اسوقت تک لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام سے زچہ بچہ کی صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(حبیب اللہ ملک فضل عمر ہسپتال ربوہ)

نماز پر کاربند ہو جاؤ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "میں تمہیں پھر بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند ہو کہ نہ تمہارا جسم، نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۴، ۱۵)

(قیادت تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

بغیر اپریشن کے بواسیر (موذی مرض) کے

PILESCURE پائلز کیور

صرف چار کیپسولز سے ختم قیمت ۔/۱۰

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی

ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو ایڈ کمپنی ربوہ

فون نمبرز:۔ ۶۰۶، ۶۰۷

ناپ تول کا عالمی نظام سیکھئے

لمبائی کی اکائی = میٹر

ایک میٹر = ۳ فٹ ۳۱ انچ (تقریباً)

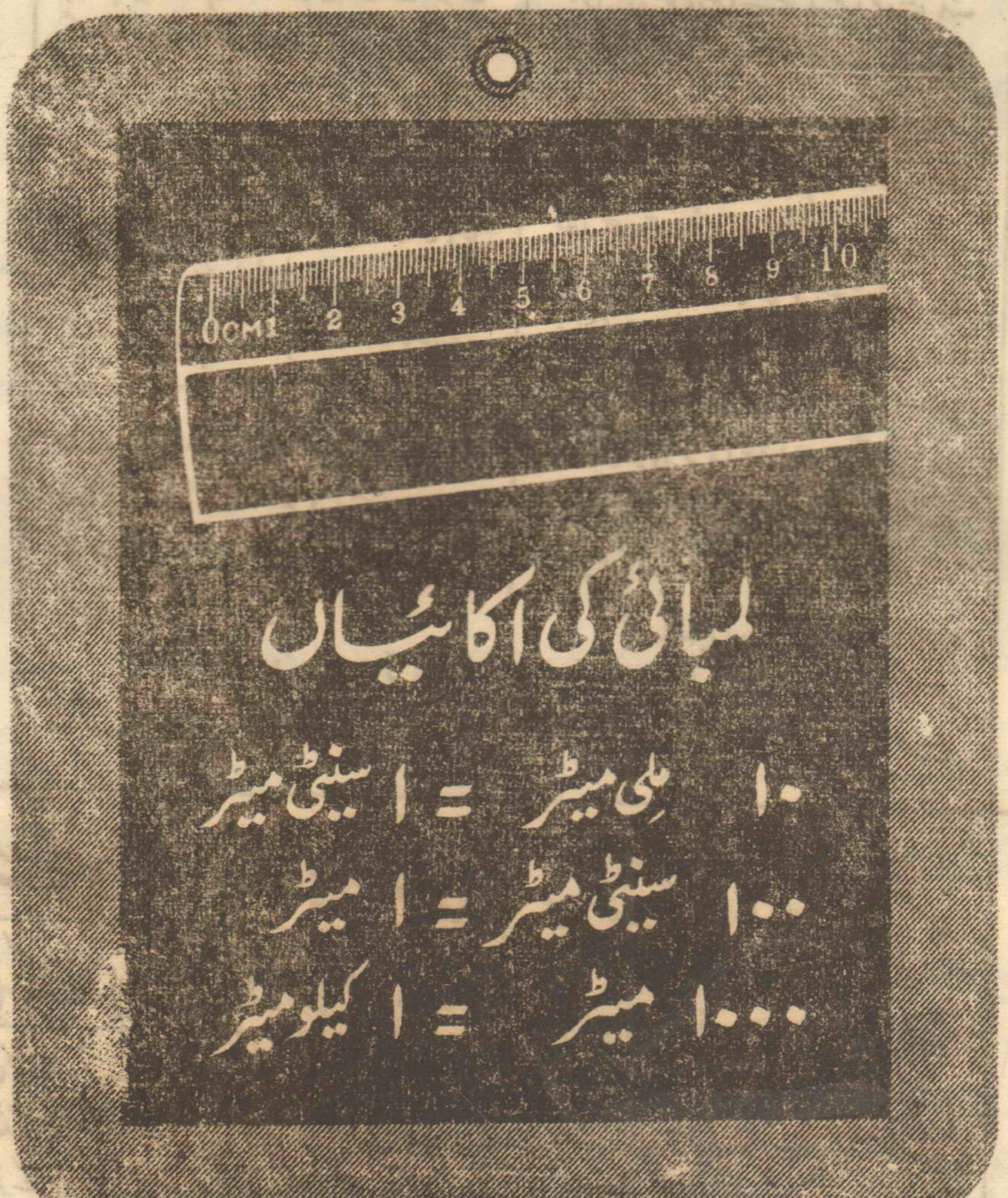

سہولت اور یکسانیت کے لئے

ناپ تول کا عالمی نظام

ایک میٹر = ۳ فٹ ۳ انچ (تقریباً)

ایک کیلوگرام ... یا ۲.۲ پونڈ (تقریباً)

ایک گیلن = ۱/۲ ۴ لیٹر (تقریباً)

جاری کردہ : وزارتِ صنعت (شعبۂ اوزان و پیمائش) حکومتِ پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربانیوں کا زمانہ اپنے اندر بہت پھیلاؤ رکھتا ہے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم دعاؤں سے غافل نہ ہوں

ہر احمدی کو یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے جو کام لینا چاہتا ہے اس میں ہم کمزوری نہ دکھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۷۲ء میں احباب کو غلبۂ اسلام کے ضمن میں ان کی عظیم ذمہ داریاں یاد دلاتے اور دعا کی پرزور تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

"جماعت احمدیہ پر جو ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں ان ذمہ داریوں کو جماعت احمدیہ کی صرف ایک نسل پوری طرح ادا نہیں کر سکتی کیونکہ قربانیوں کا زمانہ اپنے اندر بڑی وسعت اور پھیلاؤ رکھتا ہے۔ ساری دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بندھنوں میں باندھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ آپ سوچیں اور ان بشارتوں کو دیکھیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو دی ہیں۔ اور دوسری طرف ان کمزوریوں پر نظر ڈالیں جن میں ہم خود کو پاتے اور نہایت بے بسی کی حالت میں دیکھتے ہیں۔ ہمارا تو سوچ کر بھی سر چکرا جاتا ہے کہ کتنے عظیم وعدے ہیں اور کتنے کمزور کندھے ہیں، کتنے وسیع کام ہیں اور کتنے محدود ذرائع ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اور اس کی برکت ہمارے شامل حال نہ ہو، اگر اس کا حکم فرشتوں کو اور اس عالمین کو اور ان جہانوں کو نہ ہو کہ انہوں نے غلبۂ اسلام کے لئے اس چھوٹی سی جماعت کی مدد کرنی ہے تو پھر تو ہماری کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پس ایک تو ہر احمدی کو ہر وقت یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے جو کام لینا چاہتا ہے اس میں ہم کمزوری نہ دکھائیں اور دوسرے ہم نوجوان نسل کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دیں کیونکہ جدوجہد، قربانی اور ایثار کے زمانہ میں بڑا پھیلاؤ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو نسل قربانیاں دینے اور ایثار دکھانے کے لئے عطا فرمائی تھی ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ چند ایک باقی ہیں۔ اس کے بعد دوسری نسل پیدا ہوئی اس میں سے بھی بہت سے وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بہتوں کو یہ توفیق دی اور دے رکھی ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزانہ کوششوں اور عاجزانہ دعاؤں کو پیش کرتے رہیں۔

ہمارے بھائی ابوبکر ایوب صاحب بھی انہی میں سے ایک تھے جو "مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ" کے مصداق بن گئے۔ بہت سے زندہ ہیں جو قربانیاں دے رہے ہیں اور اپنے اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے بعد کی نسل، اس کے بعد کی نسل اور پھر اس کے بعد کی نسل اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری خواہش اور کوشش بھی یہی ہونی چاہیئے کہ قیامت تک کی ہر احمدی نسل خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والی اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ بعد میں آنے والے مربیوں کو بعد میں آنے والی نسلوں کی تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے ہمیں اس ذمہ داری کو کما حقہ، پوری توجہ اور دعاؤں اور کوشش کے ساتھ نباہنا چاہیئے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہمارے بھائی ابوبکر ایوب صاحب بڑے مخلص احمدی تھے۔ خدا کرے کہ جماعت کو اسی قسم کے مخلص دل اور روشن دماغ اور پوری توجہ اور انہماک سے قربانیاں دینے والے سینکڑوں ہزاروں مخلصین ملتے رہیں تاکہ کام کے اندر سہولت اور کام کے اندر وسعت اور کام میں تیزی پیدا ہو اور جلد ہی نتیجہ نکلنے کے امکانات پیدا ہو جائیں۔

خدا کرے کہ دنیا کے تمام اندھیروں کے باوجود اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ اپنے نور سے منور رکھے اور اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے ہماری انگلی پکڑ کے ہمیں اس جہت کی طرف ہدایت دیتا چلا جائے، جس جہت کی طرف وہ ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ اور جس مقصود تک وہ ہمیں پہنچانا چاہتا ہے اس مقصود تک وہ اپنے فضل سے اپنی رہنمائی میں ہمیں پہنچا دے۔ وہ ہماری زندگیوں کو کامیاب اور خوشحال اور ہر طرح سے قابل اطمینان بنا دے۔

پس ۳-۴ قسم کی دعائیں ۲-۳ قسم کے تربیت کے کام اور کچھ قربانیوں اور صدقات کی طرف میں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ خدا کرے کہ آپ سب ان کی اہمیت کو سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پانے والے بنیں۔ اللّٰھم آمین"

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲)

لاہور میں نوّے میل کی رفتار سے آنیوالا قیامت خیز طوفان

لاہور کی تاریخ میں گزشتہ تیس برسوں کے دوران اتنا خوفناک طوفان نہیں آیا تھا

لاہور ۴ر جولائی۔ صوبائی دارالحکومت میں کل شام نوّے میل فی گھنٹہ کی رفتار سے قیامت خیز طوفان آیا اور شدید بارش ہوئی۔ طوفان اس قدر شدت کا تھا کہ شہر کی سڑکوں پر لگے ہوئے سینکڑوں درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ بورڈ اور نیون سائن گر گئے اور شہر کے متعدد علاقوں میں چالیس سے زائد کچے پکے مکان منہدم ہو گئے جس سے گیارہ افراد ہلاک اور کم و بیش ساٹھ کے شدید زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ شہر میں بجلی کے کئی کھمبے گر گئے کیپری سینما (گلبرگ) کے قریب پول گرنے سے کئی کاریں تباہ ہو گئیں۔ شدید طوفان اور بارش کی وجہ سے ٹریفک کا نظام سارے شہر میں معطل ہو کر رہ گیا اور برقی رو بند ہو جانے سے سارا شہر کئی گھنٹے تک تاریکی میں ڈوبا رہا اور ٹیلیفون خراب ہو گئے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق کل شہر میں ایک گھنٹہ کے دوران سوا انچ بارش ہوئی۔ لاہور کے علاوہ بعض دوسرے علاقے بھی طوفان اور بارش کی زد میں آ گئے۔ جن میں جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، راولپنڈی، گجرات، سرگودھا اور جھنگ وغیرہ شامل ہیں۔

آج شام چھ بجے کے قریب شہر میں ہوا کا شدید طوفان آیا جو تقریباً ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ یہ شدید ترین طوفان تھا جس کی رفتار نوّے میل فی گھنٹہ تھی۔ طوفان کے بعد شدید بارش ہوئی جس کی وجہ سے سارا شہر جل تھل ہو گیا۔ نواحی علاقے کئی کئی فٹ پانی میں ڈوب گئے اور شہر کی سڑکوں پر کئی کئی فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ طوفان کی وجہ سے شاہراہ قائداعظم، گلبرگ، شاہراہ فاطمہ جناح، نیا مزنگ، بادامی باغ، ایرانی انارکلی، جین مندر، گول باغ، لارنس باغ، سمن آباد، ملتان روڈ، منیر شہید روڈ، سوڈیوال اور فیروز پور روڈ وغیرہ کے علاقوں میں بہت سے درخت گر گئے جس کی وجہ سے ٹریفک معطل ہو گیا۔ بہت سے علاقوں میں لوگوں نے درختوں کو کاٹ کر رکاوٹیں دور کر دی ہیں مگر اس کے باوجود متعدد علاقوں میں ابھی تک ٹریفک معطل ہے۔ بارش کی وجہ سے شہر میں چالیس کے قریب کچے اور پکے مکانات گر گئے۔ (نوائے وقت ۴ر جولائی ۱۹۷۴ء)

درخواست دعا

خاکسار لمبے عرصہ سے بیمار ہے۔ علاج معالجہ کے باوجود مستقل افاقہ کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ آجکل فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہو کر علاج کرا رہا ہوں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

محمد اعظم بوتالوی
"بیت الحفیظ" دارالرحمت وسطی ربوہ